3452 ـ قيام رمضان كى فضيلت

سوال

رمضان المبارك ميں قيام الليل كى فضيلت كيا ہے ؟

پسنديده جواب

الحمد لله.

رمضان المبارك ميں قيام الليل كى فضيلت:

ابو ہريره رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم قيام رمضان كى رغبت دلايا كرتے، ليكن انہيں عزيمت كے ساتھ حكم نہ ديتے، پھر فرماتے:

" جس نے بھى رمضان المبارك ميں ايمان اور اجروثواب كى بنا پر قيام كيا اس كے پچھلے تمام گناه معاف بخش ديے جاتے ہيں "

تو رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم فوت ہوئے تو معاملہ اسى طرح تھا (يعنى تراويح باجماعت ادا نہيں كى جاتى تھيں) پھر ابو بكر رضى اللہ تعالى عنہ كى خلافت اور عمر رضى اللہ تعالى عنہ كے ابتدائى دور ميں بھى معاملہ اسى طرح رہا "

اور عمرو بن مرة الجھنى رضى اللہ تعالى عنہ بيان كرتے ہيں كہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے پاس قضاعۃ قبيلے كا ايك آدمى آيا اور عرض كرنے لگا: اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ عليہ وسلم آپ يہ بتائيں كہ اگر ميں يہ گواہى دوں كہ اللہ تعالى كے علاوه كوئى معبود برحق نہيں، اور آپ اللہ تعالى كے رسول ہيں، اور پانچ نمازيں ادا كروں، اور ماه رمضان كے روزے ركھوں، اور رمضان كا قيام كروں، اور زكاة ادا كروں تو ؟

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے فرمايا:

" جو شخص بھى اس پر فوت ہوا تو وه صديقين اور شہداء ميں سے ہے "

ليلۃ القدر اور اس كى تحديد:

2 ـ رمضان المبارك كى راتوں ميں افضل ترين رات ليلۃ القدر ہے، كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان

ہے:

" جس نے بھی لیلۃ القدر کا ایمان اور اجروثواب کے ساتھ (اور پھر اسے وہ مل بھی گئی) لیلۃ القدر کا قیام کیا تو اس کے پچھلے سب گناہ بخش دیے جاتے ہیں "

3 ۔ لیلۃ القدر کے متعلق راجح قول یہی ہے کہ وہ ستائیسویں رات ہے اور اکثر احادیث اسی پر دلالت کرتی ہیں، جن میں زر بن حبیش کی حدیث شامل ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ سے سنا ۔ اور ان سے کہا گیا تھا: عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہما یہ کہتے ہیں کہ: جس نے سارا سال قیام کیا تو اسے لیلۃ القدر مل گئی!

تو ابی بن کعب رضی اللہ تعالی کہنے لگے: اللہ ان پر رحم فرمائے انہوں نے چاہا ہے کہ لوگ بھروسہ ہی نہ کر بیٹھیں، اس ذات کی قسم جس کے علاوہ کوئی اور عبادت کے لائق نہیں، یقینا یہ رمضان المبارک میں ہے ۔ وہ استثناء کے متعلق حلف اٹھا رہے تھے ۔ اور اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ کونسی رات ہے ؟ یہ وہ رات ہے جس کا ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام کرنے کا حکم دیا، یہ ستائیسویں کی رات ہے، اور اس کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ اس دن صبح سورج سفید ہوتا ہے، اس کی شعاع نہیں ہوتی "

اور انہوں نے یہ روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تك مرفوع بیان کی "

اسے مسلم وغیرہ نے بیان کیا ہے.

باجماعت قیام اللیل کی مشروعیت:

4 ۔ رمضان المبارک میں باجماعت قیام کرنا مشروع اور جائز ہے، بلکہ یہ اکیلے ادا کرنے سے افضل ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود باجماعت ادا کیا، اور اس کی فضیلت بھی بیان فرمائی، جیسا کہ ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ کی درج ذیل حدیث میں ہے:

وہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رمضان المبارک کے روزے رکھے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سارا ماہ کوئی قیام نہ کروایا، لیکن جب سات راتیں رہ گئیں تو ہمیں رات کے آخری حصہ میں قیام کروایا حتی کہ رات کا تیسرا حصہ بیت گیا، اور جب چھ راتیں باقی رہ گئیں تو ہمیں قیام نہ کروایا، اور جب پانچ تھیں تو ہمیں قیام کروایا حتی کہ رات کا آدھا حصہ بیت گیا، تو میں نے عرض کیا اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اگر آپ ہمیں یہ پوری رات قیام کروا دیتے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب آدمی امام کے ساتھ نماز کرے حتی کہ امام چلا جائے تو اس کے لیے پوری رات کا قیام لکھا جاتا ہے "

اور جب چار راتیں باقی رہیں تو اس رات ہمیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیام نہ کروایا، اور جب تین رہ گئیں تو انہوں نے اپنی بیویوں اور گھر والوں اور لوگوں کو جمع کیا، اور اتنا قیام کروایا کہ ہمیں خدشہ ہوا کہ ہماری فلاح ہی نہ جائے، راوی کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: فلاح کیا ہے ؟ تو انہوں نے فرمایا: سحری، پھر اس کے بعد مہینہ کی باقی راتیں ہمیں قیان نہ کروایا "

یہ حدیث صحیح ہے، اور اصحاب السنن نے اسے روایت کیا ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلسل کے ساتھ جماعت نہ کروانے کا سبب:

5 ـ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہینہ کی باقی راتیں قیام اس لیے نہ کروایا کہ کہیں رمضان المبارك میں قیام اللیل فرض ہی نہ ہو جائے تو وہ اس کی ادائیگی سے عاجز آ جائیں، جیسا کہ صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی حدیث سے ثابت ہے.

اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے یہ خدشہ زائل ہو چکا ہے، کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی نے شریعت مکمل کر دی ہے، تو اس طرح یہ معلوم یعنی قیام رمضان کی جماعت ترك کرنے کا معلوم زائل ہو چکا ہے، اور وہی سابقہ حکم قیام الیل کی مشرعیت قائم ہے، اور اسی لیے عمر بن خطاب رضی اللہ تعالی عنہ نے اسے زندہ کیا تھا، جیسا کہ بخاری وغیرہ میں موجود ہے.

عورتوں کے لیے جماعت کی مشروعیت:

6 ـ قیام الیل میں عورتوں کا حاضر ہونا مشروع ہے، جیسا کہ ابو ذر رضی اللہ تعالی عنہ کی سابقہ حدیث میں بیان ہوا ہے، بلکہ ان کے لیے خاص امام مقرر کرنا جائز ہے، جو کہ مردوں کے امام کے علاوہ ہو.

حدیث میں ثابت ہے کہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے جب لوگوں کو قیام الیل پر جمع کیا تو انہوں نے مردوں کی امامت کے لیے ابی بن کعب کو اور عورتوں کی امامت کے لیے سلیمان بن ابی خیثمہ رضی اللہ تعالی عنہ کو مقرر کیا تھا.

عرفجہ الثقفی بیان کرتے ہیں کہ:

" علی بن ابی طالب لوگوں کو ماہ رمضان کے قیام کا حکم دیا کرتے تھے، اور مردوں کے لیے علیحدہ اور عورتوں کے لیے علیحدہ امام مقرر کرتے وہ بیان کرتے ہیں: تو میں عورتوں کا امام تھا "

میں کہتا ہوں: یہ تو اس وقت ہے جب مسجد بہت بڑی اور وسیع ہو تا کہ ایك امام دوسرے پر تشویش نہ کرے.

قیام اللیل میں رکعات کی تعداد:

7 ـ اس کی گیارہ رکعات ہیں، اور ہم یہ اختیار کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا اور پیروی کرتے ہوئے ان گیارہ رکعات سے زائد ادا نہ کی جائیں، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فوت ہونے تك گیارہ رکعات سے زائد ادا نہیں کیں.

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے رمضان المبارك میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے متعلق دریافت کیا گیا تو وہ فرمانے لگیں:

" رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعات سے زائد ادا نہیں کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت ادا فرماتے، اور آپ ان رکعات کےحسن اور لمبا ہونے کے بارہ میں کچھ نہ پوچھیں، پھر آپ چار رکعت ادا فرماتے تو ان کے حسن اور لمبا ہونے کے متعلق کچھ نہ پوچھ، پھر آپ تین رکعت ادا فرماتے "

اسے بخاری و مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے.

8 ـ اور اس کے لیے ان رکعات میں کمی کرنا جائزہے، حتی کہ اگر صرف ایك وتر پر ہی اقتصار کر لے تو بھی جائز ہے، اس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اور قول ہے.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل یہ ہے کہ: عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے دریافت کیا گیا: رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کتنے وتر ادا کیے کرتے تھے ؟

تو عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا بیان تھا: آپ وتر چار اور تین پڑھا کرتے، اور چھ اورتین، اور سات رکعت سے کم نہیں پڑھتے تھے، اور نہ ہی تیرہ رکعات سے زائد "

اسے ابو داود وغیرہ نے روایت کیا ہے.

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے:

" وتر حق ہے، تو جو چاہے پانچ وتر ادا کرے، اور جو چاہے تین وتر ادا کرے، اور جو چاہے ایك وتر ادا کرے "

قیام الیل میں قرآت:

9 ـ اور رمضان المبارك وغیرہ کے قیام اللیل میں قرآت کےمسئلہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی حد نہیں لگائی کہ اس سے نہ تو زائد یا کم قرآت کی جا سکے، بلکہ قرآت لمبی اور چھوٹی ہونے کے اعتبار سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرآت مختلف ہوا کرتی تھی، بعض اوقات تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ المزمل کی مقدار جتنی قرآت کرتے جو کہ بیس آیات ہیں، اور بعض اوقات پچاس آیات کی تلاوت کرتے، اور آپ فرمایا کرتے تھے:

" جو شخص ايك رات ميں سو آيات كے ساتھ قيام كرتا ہے اسے غافلين ميں سے نہيں لكھا جائيگا "

اور ايك دوسرى حديث ميں ہے: .... دو سو آيات كے ساتھ ت واسے قيام كرنے والے مخلصوں ميں لكھا جائيگا "

اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ايك رات ميں سبع الطوال جو كہ سورۃ البقرۃ، آل عمران، اور النساء، اور المآئدۃ، اور الانعام، اور الاعراف اور التوبۃ كى قرآت كر كے قيام كيا، حالانكہ آپ بيمار بھى تھے "

اور حذيفہ بن يمان رضى اللہ تعالى عنہ كى نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كے پيچھے نماز ادا كرنے والے قصہ ميں يہ بيان ہوا ہے كہ: رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ايك ہى ركعت ميں البقرۃ، پھر النساء، اور پھر آل عمران، پڑھى، اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم بڑے آرام اور ٹھر ٹھر كر پڑھا كرتے تھے.

اور صحيح ترين سند سے ثابت ہے كہ جب عمر رضى اللہ تعالى عنہ نے ابى بن كعب رضى اللہ تعالى عنہ كو لوگوں كا امام بنايا تو انہيں رمضان ميں لوگوں كو گيارہ ركعات پڑھانے كا حكم ديا، ابى بن كعب رضى اللہ تعالى عنہ سو سو آيات والى سورتيں پڑھا كرتے تھے، حتى كہ ان كے پيچھے نماز پڑھنے والے قيام لمبا ہونے كى بنا پر لاٹھيوں پر سہارا ليتے، اور وہ قيام سے تقريبا فجر كے قريب جا كر فارغ ہوتے.

اور يہ بھى صحيح ثابت ہے كہ عمر رضى اللہ تعالى عنہ نے رمضان المبارك ميں قرآء حضرات كو بلايا، اور ان ميں سے سب سے تيز پڑھنے والے كو حكم ديا كہ وہ تيس آيات پڑھے، اور متوسط پڑھنے والے كو پچيس آيات پڑھنے كا حكم ديا، اور آہستہ پڑھنے والے كو بيس آيات پڑھنے كا كہا.

اس بنا پر اكيلا قيام كرنے والا شخص جتنا چاہے لمبا قيام كر سكتا ہے اور اسى طرح جو اس كے ساتھ موافق ہو وہ بھى لمبا قيام كر لے، اور قيام جتنا لمبا ہو گا اتنا ہى افضل اور بہتر ہے، ليكن وہ قيام لمبا كرنے ميں مبالغہ نہ كرے كہ سارى رات ہى بيدار رہے، بلكہ بعض اوقات ايسا كر سكتا ہے، تا كہ نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم كى اتباع و پيروى ہو سكے جن كا فرمان يہ ہے:

" اور سب سے بہترين طريقہ نبى محمد صلى اللہ عليہ وسلم كا ہے "

ليكن جب بطور امام قيام كروائے تو اسے اتنا لمبا كرنا چاہيے جو مقتديوں كے ليے مشقت كا باعث نہ ہو، كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" جب تم ميں كوئى لوگوں كو قيام كروائے تو وہ نماز تخفيف كے ساتھ ادا كرے (يعنى ہلكى ادا كرے) كيونكہ ان ميں بچے بھى ہيں، اور بوڑھے بھى، اور ان ميں كمزور بھى، اور بيمار و مريض، اور ضرورتمند بھى، اور جب وہ اكيلا قيام كرے تو جتنى چاہے نماز لمبى كرے "

قیام کا وقت:

10 ۔ قیام اللیل کا وقت نماز عشاء کے بعد سے لیکر فجر تك ہے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" یقینا اللہ تعالی نےتمہارے لیے ایك نماز زائد کی ہے اور وہ وتر ہیں تو تم اسے نماز عشاء سے نماز فجر کے درمیان ادا کیا کرو "

11 ۔ اور پھر رات کے آخری حصہ میں نماز ادا کرنا افضل ہے، جس کے لیے اس میں آسانی ہو تو وہ رات کے آخری حصہ میں ادا کرے، کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جسے خدشہ ہو کہ وہ رات کے آخر میں بیدار نہیں ہو سکےگا تو وہ رات کے شروع میں ہی وتر ادا کر لے، اور جو رات کے آخر میں بیدار ہونے کی امید رکھتا ہو وہ رات کے آخر میں وتر ادا کرے، کیونکہ رات کے آخر میں ادا کردہ نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں، اور یہ افضل ہے "

12 ۔ اور جب رات کی ابتدا میں باجماعت قیام اور رات کے آخر میں اکیلے قیام کرنے کا معاملہ ہو تو پھر جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا افضل ہے، کیونکہ اس سے اس کے لیے ساری رات کے قیام کا ثواب لکھا جائیگا.

عمر رضی اللہ تعالی عنہ کےدور میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل بھی اسی پر تھا، چنانچہ عبد الرحمن بن عبید القاری کہتے ہیں:

" رمضان المبارك کی ایك رات میں عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف گیا تو لوگ علیحدہ علیحدہ نماز ادا کر رہے تھے، کہیں اکیلا شخص نماز ادا کر رہا تھا، تو اور کسی شخص کے پیچھے کچھ لوگ نماز ادا کر رہے تھے، تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے:

اللہ کی قسم میرا خیال اور رائے ہے کہ اگر میں انہیں ایك قاری کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ بہتر ہے، پھر انہوں نے عزم کر لیا، اور سب لوگوں کو ابی بن کعب رضی اللہ تعالی عنہ کے پیچھے نماز ادا کرنے کا کہا.

عبد الرحمن کہتے ہیں: پھر ایك اور رات میں عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے ساتھ نکلا تو لوگ اپنے امام کے پیچھے نماز ادا کر رہے تھے، تو عمر رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے:

یہ طریقہ بہت اچھا ہے، اور جو لوگ سو رہے ہیں وہ قیام کرنےوالوں سے افضل اور بہتر ہیں ۔ ا نکی مراد رات کا آخری حصہ تھی ۔ اور ان دنوں لوگ رات کے شروع میں قیام کرتے تھے "

اور زيد بن وهب كہتے ہيں:

" رمضان المبارك ميں ہميں عبد اللہ نماز پڑھاتے تو وہ رات كو فارغ ہوتے "

13 ـ اور جب نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے تين وتر اكھٹے ادا كرنے سے منع كيا تو فرمايا:

" اور مغرب كى نماز سے مشابہت مت كرو "

تو پھر تي وتر اكھٹے ادا كرنے والے كو چاہيے كہ وہ اس مشابہت سے ضرور اجتناب كرے، اور يہ دو طرح سے ہو سكتا ہے:

پہلا طريقہ:

دو ادا كر كے سلام پھير لے اور پھر ايك وتر ادا كرے، اور يہ طريقہ زيادہ قوى اور افضل ہے.

دوسرا طريقہ:

دو ركعت كے بعد تشہد نہ بيٹھے.

واللہ تعالى اعلم.

تين وتروں ميں قرآت كرنا:

14 ـ تين وتروں كى قرآت ميں سنت يہ ہے كہ پہلى ركعت ميں سبح اسم ربك الاعلى اور دوسرى ركعت ميں قل يا ايها الكافرون اور تيسرى ركعت ميں قل هو الله احد اور بعض اوقات اس كے ساتھ قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس كا اضافہ كر ليا كرے.

اور يہ بھى نبى صلى اللہ عليہ وسلم سے صحيح ثابت ہے كہ آپ نے ايك بار وتر ميں سورۃ النساء كى ايك سو آيات كى تلاوت فرمائى.

دعاء قنوت:

15 ـ اور نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم اس دعا كے ساتھ قنوت كيا كرتے تھے جو انہوں نے اپنے نواسے حسن بن على رضى اللہ تعالى عنہما كو سكھائى تھى، اور وہ يہ ہے:

" اللهم اهدني فيمن هديت وعافني فيمن عافيت وتولني فيمن توليت ، وبارك لي فيما أعطيت ، وقني شر ما قضيت ، فإنك

تقضي ولا يقضى عليك ، وإنه لا يذل من واليت ، ولا يعز من عاديت ، تباركت ربنا وتعاليت ، لا منجا منك إلا إليك "

اے اللہ مجھے ان لوگوں میں ہدایت دے جنہیں تو نے ہدایت دی، اور مجھے ان میں عافیت دے جنہیں تو نے عافیت سےنوزا، اور میرا ولی بن جن کا تو ولی بنا، اور جو تو نے مجھے عطا کیا ہے اس میں برکت عطا فرما، اور مجھے اپنی بری تقدیر سے بچا کر رکھ، کیونکہ تو ہی فیصلہ کرنے والا ہے، اور تیرے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کر سکتا، یقینا جس کا تو دوست بن جائے وہ ذلیل نہیں ہو سکتا اور جس کا تو دشمن بن جائے وہ کبھی عزت حاصل نہیں کر سکتا، ہمارے رب تو بابرکت ہے اور بلند و بالا ہے، تیرے علاوہ کہیں اور ٹھکانہ نہیں "

اور بعض اوقات اس دعا کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر دورد بھی پڑھے، (اور مشروع اور صحیح دعاء میں سے کوئی اور دعا کا اضافہ کرنے میں کوئی حرج نہیں).

16 ـ اور رکوع کے بعد قنوت کرنے میں کوئی حرج نہیں، اور اس میں کفار پر لعنت کرنے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور نصف رمضان کے بعد عام مسلمانوں کے لیے دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں، کیونکہ عمر رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں اماموں سے ا سکا ثبوت ملتا ہے عبد الرحمن القاری کی مندرجہ بالا حدیث کے آخر میں آیا ہے کہ وہ یہ دعا کرتے تھے:

" اللهم قاتل الكفرة الذين يصدون عن سبيلك ، ويكذبون رسلك ، ولا يؤمنون بوعدك ، وخالف بين كلمتهم ، وألق في قلوبهم الرعب ، وألق عليهم رجزك وعذابك ، إله الحق "

اے اللہ ان کافروں کو تباہ و برباد کر دے جو تیری راہ سے روکتے ہیں اور تیرے رسولوں کو جھٹلاتے ہیں، اور تیرے و عدے پر ایمان نہیں لاتے، اور ان کے درمیان اختلاف پیدا کر دے، اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دے، اور ان پر اپنا عذاب اور سزا بھیج دے، اے الہ الحق "

پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، اور اس کے بعد حسب استطاعت عام مسلمانوں کی خیر و بھلائی کے لیے دعا مانگے، اور پھر مومنوں کی بخشش کے لیے دعا کرے.

راوی کہتے ہیں:

اور جب کفار پر لعنت، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام اور مومنوں اور مومنات کے لیے استغفار اور دعائے خیر سے فارغ ہوتے تو یہ کلمات کہتے:

" اللهم إياك نعبد ، ولك نصلي ونسجد ، وإليك نسعى ونحفد ، ونرجو رحمتك ربنا ، ونخاف عذابك الجد ، إن عذابك لمن عاديت ملحق "

اے اللہ ہم خاص تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تیرے لیے ہی نما زادا کرتے اور تجھے ہی سجدہ کرتے ہیں، اور تیری طرف ہی کوشش کرتے ہیں اور جلدی کرتے ہیں، اور اے ہمارے رب ہم تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور ہم تیرے یقینی عذاب سے ڈرتے ہیں، بلا شبہ جو بھی تیرے ساتھ دشمنی رکھےگا تیرا عذاب اسے پہنچنے والا ہے "

پھر تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلے جاتے.

وتر کے آخر میں کیا کہا جائے:

17 ـ سنت یہ ہے کہ وتر کے آخر میں (سلام سے پہلے یا سلام پھیر کر) درج ذیل کلمات کہے:

" اللهم إني أعوذ برضاك من سخطك ، وبمعافاتك من عقوبتك ، وأعوذ بك منك ، لا أحصي ثناء عليك ، أنت كما اثنيت على نفسك "

اے اللہ میں تیری ناراضگی سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہے، اور تیرے عقاب و سزا سے تیری عافیت کی طرف آتا ہوں، اور تجھ سے پناہ طلب کرتا ہوں، میں تیری ثناء کو شمار ہی نہیں کر سکتا، جس طرح تو نے اپنی ثناء خود کی ہے "

18 ـ اور جب وتر سے سلام پھیرے تو یہ کلمات تین بار کہے:

" سبحان الملك القدوس ، سبحان الملك القدوس ، سبحان الملك القدوس "

اور تیسری بار اسے بلند آواز سے کہے.

وتروں کے بعد دو رکعات:

19 ـ اور اس کے لیے جائز ہے کہ وہ (وتروں کے بعد اگر چاہے تو) دو رکعات ادا کر لے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دو رکعات فعلا ثابت ہیں، بلکہ ..... رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" یقینا یہ سفر جھد و مشقت ہے، اور اگر تم میں سے کوئی وتر ادا کر چکے تو وہ دو رکعات ادا کرے، اگر وہ بیدار ہو ا تو ٹھیک وگرنہ یہ دو رکعت اس کے لیے ہونگی ".

20 ـ سنت یہ ہے کہ وہ ان دو رکعات میں اذا زلزلت الارض اور قل یا ایھاالکفافرون کی تلاوت کرے.

واللہ اعلم .